مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوت

کراچی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عبادت

مغیرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل طویل قیام فرمایا ہے۔ کہ پیروں پر ورم چڑھ گیا۔ اس پر لوگوں نے عرض کی۔ آپؐ کے تو اگلے پچھلے معاملات سب درگزر ہو چکے آپؐ کس لئے یہ مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ تو کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

— متفق علیہ — (بحوالہ ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۴۳۹) —

جلد ۱

۱۳ تا ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۸ جنوری تا ۳ فروری ۱۹۸۳ء

شمارہ ۳۴

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رح

حضور علیہ السلام کی انگوٹھی کا بیان

(۲) حدثنا قتیبة حدثنا ابوعوانه عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم اتخذ خاتما من فضة فکان یختم به ولا یلبسه قال ابو عیسیٰ ابوبشر اسمه جعفر بن ابی وحشیة۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اس سے خطوط وغیرہ پر مہر فرماتے تھے پہنتے نہیں تھے

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی کو پہننا روایات متعددہ سے ثابت ہے اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث کی علماء نے چند توجیہات فرمائی ہیں۔ بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ مقصود استمرار ہے کہ ہمیشہ نہیں پہنتے تھے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگوٹھیاں تھیں، ایک مہر والی اس کو مہر کے کام میں لاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے۔ دوسری پہننے کے استعمال میں لاتے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف طریق سے جمع کیا گیا ہے لیکن بندہ کے نزدیک اولیٰ یہی ہے کہ ہر وقت اس کو نہیں پہنتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی تھی نماز میں اس پر نگاہ پڑ گئی تو اس کے بعد سے پہننا چھوڑ دیا تھا احادیث میں ایک منقش کپڑے کے متعلق بھی اس قسم کا واقعہ آتا ہے کہ نماز میں اس پر نگاہ پڑ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکال دیا تھا۔ اور اس کے بدلے میں ایک معمولی کپڑا پہن لیا تھا اگلی چونکہ ضرورت کی چیز تھی اس لیے مطلقاً تو اس کا ترک مشکل تھا اس لیے عام طور پر اس کا پہننا ترک فرما دیا ہو۔ یہ اقرب ہے چنانچہ دوسرے باب کی چھٹی حدیث میں آ رہا ہے کہ اکثر اوقات حضرت معیقیب کے پاس رہتی تھی

(۳) حدثنا قتیبة بن سعید حدثنا حفص بن غیاث عن حمید عن انس قال کان خاتم النبی صلی الله علیه وسلم من فضة فصه منه۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اس ہی کا تھا۔

فائدہ یہ حدیث بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جس میں حبشی نگینہ وارد ہوا ہے۔ جو لوگ دو انگوٹھیوں کے قائل ہوتے ہیں وہ خود اس حدیث کو بھی دو ہونے پر قرینہ بتاتے ہیں چنانچہ بیہقی وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے ان کے نزدیک تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جو حضرات ایک انگوٹھی کے قائل ہیں وہ ان دونوں میں اس طرح جمع فرماتے ہیں کہ حبشی ہونے کے معنے یہ ہیں کہ حبشی رنگ یا حبشی طریقہ کا تھا یا اس کا بنانے والا حبشی تھا۔ بندہ کے نزدیک تعدد پر حمل اقرب ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف انگوٹھیاں ہونا متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ ایک انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنوائی پھر حبشہ میں نجاشی نے بھیجی جیسا کہ جمع الوسائل کی مختلف روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	خصائل نبوی ﷺ — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا	۲
۲	افادات عارفی — ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ	۴
۳	ابتدائیہ — عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۵
۴	قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت — مولانا تاج محمد صاحب	۷
۵	الاقارب کالعقارب — محمد محسن ٹونکی	۹
۶	سیرت النبی ﷺ — علی اصغر چشتی صابری	۱۱
۷	چنیوٹ کانفرنس — منظور احمد الحسینی	۱۶
۸	کاروان ختم نبوت	۱۸
۹	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام — مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۲۰
۱۰	مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ — علی اصغر چشتی صابری	۲۴

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار راحت آری ● حافظ گلزار احمد

غلام یٰسین تبسم

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم-اے-ایل-ایل-بی

فی پرچہ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۶۰ روپیہ

ششماہی ——— ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ——— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ——— ۲۱۰ روپیہ

کویت، اومان، شارجہ دوبئی، ابو ظہبی

شام ——— ۲۴۵ روپیہ

یورپ ——— ۲۹۵ روپیہ

اسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ——— ۲۴۰ روپیہ

افریقہ ——— ۲۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ——— ۱۹۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت۔ ۲۰/A سائرہ منزل ایم اے جناح روڈ، کراچی

پند و نصائح

ضبط و ترتیب منظور احمد الحسینی

افاداتِ عارفی

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب عارفی مدظلہ

فرمایا :- ایک اور مثال بھی ہے وہ یہ کہ آفتاب نکلا ہوا ہے اس کی روشنی و تابانی پوری طرح سے ہمالیہ پہاڑ پر پڑ رہی ہے۔ اسی طرح سے ذروں پر بھی۔ تو ہمالیہ پہاڑ نے مخاطب ہو کر ذروں سے کہا، ارے تیرے پاس کیا ہے۔ ساری روشنی تو میں نے لے لی۔ ذرہ کہتا ہے کہ تو نے روشنی اپنی بساط اور ظرف کے مطابق لے لی اور میں نے اپنے ظرف کے مطابق لے لی، سورج کی روشنی تو میری طرف بھی کامل پڑ رہی ہے۔ ناز نہ کر! فرق صرف یہ ہے کہ تجھ کو عروج اور سرفرازی حاصل ہے اور مجھ کو پستی پر ناز ہے۔ تو اپنی سرفرازی پہ ناز کر لیکن میں اپنی پامالی پہ نازاں ہوں۔ سرفرازی تجھے مبارک، مجھے تو اپنی پستی مبارک یہ پستی مقام عبدیت کے عین مطابق ہے۔

فرمایا :- قسم آیت سراجاً منیراً پہ غور کرو اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً فرمایا، میں لیٹا ہوا تھا ہم نے سوچا کہ آج ہم لیٹے ہوئے ہیں نرم نرم بستر ہے۔ پنکھا چل رہا ہے ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ اگر ہارٹ فیل ہو گیا یا کچھ اور، ختم ہو گئے سفید کپڑے میں لپیٹ کے قبر میں ڈال آئیں گے اب تنگ و تاریک قبر کے اندر لیٹے ہوئے ہیں۔ قبر میں طبیعت بہت گھبرائی۔ اُٹھ کے بیٹھ گئے سوچتے سوچتے ہم بستر سے اٹھ بیٹھے بہت وحشت طاری ہوئی۔ پسینہ آگیا اللہ میاں کیا ہو گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے خاص مدد فرمائی میرے ذہن میں فوراً یہ آیا کہ اللہ میاں مجھ سے فرمائیں گے۔ تم کس کی اُمت ہو، میں کہوں گا "سراجاً منیرا" کی اللہ میاں فرمائیں گے کیا تمہاری قبر تاریک ہو سکتی ہے۔ کبھی نہیں کبھی نہیں۔ ارے میں نے کہا اس رحمۃ اللعالمین پہ ہزاروں کروڑوں مرتبہ درود ہو جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ لقب دیا تو آپ نے فرمایا اے میری اُمت! یہ دُعا مانگا کرو میں بھی مانگتا ہوں اللھم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً ...... واجعل فی عصبی نوراً ... ... واجعل فی نفسی نوراً الخ اور پھر یہ آیت ... ربنا اتمم لنا نورنا ... تو میں نے سوچا جب یہ دعا تلقین کر دی گئی ہے اور ہم اسے پڑھتے ہیں۔ اس دعا میں تو کوئی طرف بھی نہیں چھوڑی گئی، اس لحاظ سے تو ہم قبر میں نور ہی نور ہوں گے خواہ مخواہ ہم کیوں پریشان ہوں۔ ہماری ہڈی پسلی گوشت پوست ہر چیز میں نور ہی نور ہو گا۔ ہمیں تاریکی سے کیا واسطہ۔ قبر میں جا کر نور چمکے گا، کیسی تنگی اور کیسی تاریکی۔ اس طرح سے ہمیں بڑی تسکین ہوئی۔

الحمد للہ علی ذالک

ابتدائیہ

اللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام
علی من لا نبی بعدہ

ہفت روزہ

ختم نبوت

پبلشنگ ہاؤس ـــــ ایک اچھا اقدام

گزشتہ دنوں ہمارے محترم وزیر اطلاعات و نشریات جناب راجہ ظفر الحق نے ایک اہنآ کو ہفت جریدے میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

"مغربی ملکوں اور اسلام دشمن دیگر طاقتوں نے اسلام کے خلاف جھوٹے اور شر انگیز پراپیگنڈہ پر مبنی لٹریچر کا جو ایک طوفان برپا کر دیا ہے وہ سارے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے ۔ انہوں نے اس سلسلے میں عالم اسلام کے متحدہ اقدام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا صدر ضیاء نے اس مقصد کے پیش نظر اسلام اور عالم اسلام کے متعلق لٹریچر کی اشاعت کیلئے ایک بہت بڑا پبلشنگ ہاؤس کا قیام تجویز کیا ہے ۔ جو اسلام سے متعلق لٹریچر ملک اور بیرون ملک مہیا کرے گا "

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ ؍ جنوری ۱۹۸۳ء)

ایک بہت بڑا "پبلشنگ ہاؤس" کا قیام ـــــ وہ بھی اسلام کے خلاف اٹھنے والے پروپیگنڈے کے جواب کے لئے ـــــ یہ ایک نہایت مبارک اور اچھا اقدام ہے ۔ کون ہے جو اس کی مخالفت کرے ۔ اس کام میں "تاخیر مناسب نہیں ۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس نیک مقصد کے لئے کام شروع ہو جانا چاہیئے ۔ ہماری ہمدردیاں ، تعاون ، اس کام کے لئے حاضر ہیں ۔

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں ، باطل اور لادین عناصر نے اسلام کے خلاف پوری دنیا میں ایک طوفان برپا کر رکھا ہے ـــــ یہی نہیں بلکہ بہت سے اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کر رہے ہیں ـــــ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان چہروں کو بے نقاب کیا جائے ، یہ تمام کام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ۔

چند تجویزیں جو ہمارے ذہن میں ہیں :۔

ابتدائیہ

علمائے کرام کا ایک پینل مقرر کیا جائے جو اسلام کے خلاف شائع ہونے والا مواد کا مطالعہ کرے اور پھر باہمی مشورے سے ان کے جوابات تیار کرے پھر حکومت کی سرپرستی میں شائع ہو کر دنیا بھر میں پھیلانے کا معقول بندوبست کیا جائے۔

اس سلسلے میں رابطہ عالم اسلامی سے بھی تعاون کی درخواست کی جائے۔

دنیا بھر کی مسلم تنظیموں سے رابطہ قائم کر کے وہاں اسلام کے خلاف اٹھنے والے اعتراضات کی معلومات اکٹھی کی جائیں۔

اس سلسلے میں ایک ضروری بات ہے وہ بھی ساتھ ساتھ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ رابطہ عالم اسلامی نے جہاں دیگر "اسلام دشمن گروہ" کی نشاندہی کی ہے وہاں خصوصی طور پر قادیانی ٹولہ کو بھی "اسلام دشمن گروہ" میں شمار کیا ہے۔ یہ امر سب کو معلوم ہے۔ کہ قادیانیوں نے لٹریچر میں اسلام کے خلاف ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اور ان کی تحریریں اشتعال انگیز مواد پر مشتمل ہوتی ہیں جس سے مسلمانوں کی دل آزاری پیدا ہونا فطری امر ہے لہٰذا اس کے سدباب کے لئے بھی اس پبلشنگ ہاؤس سے کام لیا جائے۔

چونکہ اس فتنہ کا مرکز پاکستان ہے اور یہاں سے قادیانی گروہ کے افراد، عالم اسلام اور دیگر ملکوں میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر داخل ہو کر اور اسلام کے نام نہاد مبلغ بن کر بھولے بھالے مسلمانوں کا ایمان لوٹتے ہیں ــــ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پبلشنگ ہاؤس کی طرف سے قادیانیت کی حقیقت کو واضح کیا جائے۔ کہ اسلام سے ایک الگ مذہب ہے، علمائے اسلام کے متفقہ فیصلے کی رُو سے یہ کافر ہیں اور اس گروہ کو پاکستان میں کافر قرار دے کر "غیر مسلم اقلیتوں" کی فہرست میں شامل کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس پبلشنگ ہاؤس" کے ذریعہ قادیانیت کے اصلی خدوخال سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کا مناسب انتظام کیا جائے۔

اگر حکومت کی سرپرستی میں قادیانی جیسے "اسلام دشمن گروہ" کے بارے میں دنیا کو صحیح صورتحال سے آگاہ کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ بہت سے سادہ لوح مسلمان اس فتنہ کے پنجہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہوں گے۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

ردِ قادیانیت

قادیانی کے دعویٰ مثیل مسیح علیہ السلام کی حقیقت

تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیروالی

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم سے اپنی صداقت پر ایک مضحکہ خیز دلیل مثیل

مسیح کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ بھی دی ہے کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔ سے تمسک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰؑ بنایا - پھر اس بنیاد خام پر یوں عمارت کھڑی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء مثیل خلفاء موسیٰؑ ہیں - یہاں تک تعداد خلفاء میں مماثلت - ان کے ناموں میں مماثلت - سوانح حیات میں مماثلت مدت آمد میں مماثلت وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب کی اصل غرض اس تگ و دو میں یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح آپ مسیحؑ کے مثیل ثابت ہو سکیں -

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

(۱) مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں - اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں - بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے - جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے - ایسی ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے "

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۱)

(۲) " اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں - یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو - بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بہ تصریح درج کر دیا تھا - جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا - میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں - جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے - وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے - بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں "

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۰)

(۳) " یہ بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے ...... میں اس الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں "

(اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء)

(۴) " اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات و انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے - اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہیں - گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے اور ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں - اور بحدے اتحاد ہے - کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے " (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۹ حاشیہ)

(۵) " اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے - اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں - اور ایک دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے - (تبلیغ رسالت ج ا صفحہ ۱۵)

ردِ قادیانیت

ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے "الہامات" اور دوسری تمام کھینچ تان کے باوجود بھی مثیل مسیح نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ

(الف) مرزا صاحب "شہادۃ القرآن" صفحہ ۲۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ "مماثلت فی الانعامات ہونا از بس ضروری ہے۔ اور مماثلت تامہ تبھی متحقق ہو سکتی ہے جب مماثلت فی الانعامات متحقق ہو"

مرزا صاحب کے نزدیک نبوت بھی ایک انعام ہے۔ مثیل اور اصیل میں اشتراک حیثیت سے مماثلت ضروری ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب "نصرۃ الحق" ضمیمہ صفحہ ۱۸۸ پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی شریعت لائے۔ ہم ایسے دعویٰ کو کفر سمجھتے ہیں"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب "انعام نبوت" میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل نہیں ہو سکتے۔

(ب) حضرت مسیح علیہ السلام کا اسم گرامی "عیسیٰ" اور مرزا جی کا نام غلام احمد۔ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ اور مرزا جی کے والد کا نام غلام مرتضیٰ۔ یہاں پر مرزا صاحب کی "مماثلت تامہ" کی رو سے مطابقت اسمی والدیہ ختم ہو گئی۔

(ج) آگے چلئے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں "اس امر میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اگر وہ میری جگہ ہوتے۔ تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت عنایت کی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۳)

اس جگہ جہاں تک مرزا صاحب کے "مثیل مسیح" کے دعویٰ کا تعلق ہے۔ بقول مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام ناقص فطرت اور جناب مرزا صاحب اکمل الفطرت۔

کیوں جی! مماثلت کہاں ٹھہری؟

(د) مرزا صاحب اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" صفحہ ۶۹ پر لکھتے ہیں "آیات قرآنی پر غور کے ساتھ نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ محمدی استخلاف کا سلسلہ موسوی استخلاف کے سلسلہ سے بکلی مطابق ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ "کما" کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور جب کہ بکلی مطابق ہوا تو اس امت میں بھی اس کے آخری زمانہ میں جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی خلیفہ آنا چاہیئے...... ....اس لحاظ سے حضرت مسیح حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے۔ یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کا اس زمانہ میں ظہور کرنا ضروری ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں"

مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بموجب نص قرآنی چودہ سو برس بعد آئے گا۔ لیکن قادیانی "مسیح موعود" (مرزا صاحب آنجہانی) خواہ پیدائش سے شمار کیا جائے یا وفات نبوی سے) چودہ سو برس گزرنے سے پیشتر ہی تشریف لے آئے۔ پھر مثیل مسیح کیسے ہوئے!

(ھ) مرزا صاحب "نور القرآن" حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل معاشرت کا کوئی اعلیٰ نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں"

مرزا صاحب کی اس قابل نفرت عبارت کو پڑھ کر اب مرزا صاحب نے جو کچھ اپنے متعلق تحریر کیا ہے۔ وہ یوں ہے کہ "مجھے چالیس مردوں کی قوت عطا کی گئی"

(الفضل ۱۲ جون ۲۹ء)

پھر مرزا صاحب مثیل مسیح کیسے ٹھہرے؟

مرزا صاحب کا یہ الہام بھی ذہن میں رکھئے "انت اشد مناسبة بعيسى ابن مريم واشبه الناس به خُلقا خَلقا زمانا" (البشریٰ جلد۲ ص۲۵) یعنی (اے مرزا) "تو مسیح سے اشد مناسبت رکھتا ہے۔ اور تو دنیا بھر کے تمام لوگوں سے زیادہ مشابہ ہے ساتھ مسیح ابن مریم کے بلحاظ خلق خلق اور زمانہ کے"

مرزا صاحب کا نام غلام احمد اور والد کا نام غلام مرتضیٰ۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ (نزول مسیح صفحہ ۱۲۷) بقول مرزا صاحب مسیح علیہ السلام کی دادیاں نانیاں زناکار (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷) اور مرزا صاحب کا خاندان اور حسب ونسب اعلیٰ تھا...

باقی صفحہ ۱۵ پر

معلومات

اَلاَقَارِبُ کَالعَقَارِبُ (حدیث)

محمد محسن ٹونکی

رشتہ دار زہر افشانی کرتے ہی رہتے ہیں۔ آج کل ایسے خوش نصیب لوگ کمیاب ہیں جو اقربا کی نیش زنی سے محفوظ ہوں۔ نشاط انگیز محفلوں میں پُر کیف صحبتوں میں رنگین ملاقاتوں میں اس قدر رنگا رنگ ڈنک لگتے ہیں کہ تمام سرور و عیش مکدر ہو جاتا ہے۔ ان ڈنکوں میں تلخی ہی تلخی ہوتی ہے۔ یہ بڑے جانگداز اور روح فرسا ہوتے ہیں۔ یہ ڈاکٹری انجکشنوں کی طرح قوت بخش نہیں ہوتے۔

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

نیش کژدم نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش ایں ست

یعنی نیش زنی بچھو کی فطرت ہے۔ یہ کینہ و بغض کی وجہ سے نہیں ہے لیکن رشتہ داروں کی نیش زنی میں کینہ و بغض کو دخل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے انداز گفتگو میں۔ ہماری طعنہ زنی میں۔ ہمارے سب و شتم میں وہ زہر ہے جو عقرب میں بھی نہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاں گندگی اچھالی گئی۔ وہاں آپؐ نے مشک و عنبر چھڑکا آخر ہم اپنی زبان سے شاں کا کام کیوں لیں۔ اسے گلفشاں عطر فشاں۔ مشک فشاں کیوں نہ بنائیں۔

حدیث گرامی کا دلوں پہلو یہ ہے کہ یہ نیش زنی سے احتراز اور اجتناب کی دعوت دیتی ہے۔ اقربا کو نیش زنی کی کھلی چھٹی ہرگز نہیں دیتی۔ کسی کی تلخ کلامی سے غضبناک نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ حکیمانہ تدبیر سے کام لینا چاہیئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی معاملات میں کبھی کسی سے کوئی باز پرس نہیں فرماتے تھے البتہ خدا اور اس کے دین کے معاملہ میں ہر کوتاہی پر باز پرس فرماتے تھے۔ اور اس احتساب سے کوئی محبوب سے محبوب شخصیت بھی نہیں بچ سکتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی زبان سے حضرت صفیہ رضہ کے متعلق یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ (حَسْبُكَ مِن صَفِيّةَ كَذَا وَكَذَا) یعنی صفیہ رضہ میں یہ عیب کیا کم ہے کہ اُن کا قد چھوٹا ہے۔ یہ بات اُن کی زبان سے نکلنی تھی کہ متمم مکارم الاخلاق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تنبیہ فرمائی۔ مگر جن الفاظ میں تنبیہ فرمائی ذرا ان کے تیور ملاحظہ ہوں۔

"لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ"

ترجمہ:۔ عائشہ رضہ تم نے ایک ایسی بات زبان سے نکالی ہے کہ اگر وہ سمندر میں بھی ملا دی جائے تو اُس کی کڑواہٹ اُسے تلخ کر دے۔

سبحان اللہ۔ اس مرصع جملہ میں جلال کی رمق بھی نہیں۔ پورا جملہ جمال ہی جمال اور حسن ہی حسن ہے۔ حُسنِ الفاظ۔ حُسنِ معنیٰ۔ حُسنِ بیان۔ حُسنِ ادا۔ حسن ترکیب۔ حسن بندش۔ غرض پورا جملہ حسن کا آئینہ اور جمال کا مظہر ہے۔

بچھو کے ڈنک پر غور و فکر کرو۔ یہ ڈنک کسی اندھی بہری فطرت کی پیداوار نہیں ہے۔ مادہ (MATTER) کے ہیجان کا نتیجہ بھی نہیں ہے۔ یہ واجب الوجود کی وحدت اور قدرت اور حکمت پر دلالت کرتا ہے۔ قدرت کی حسین اور رنگین کائنات کا مشاہدہ کرو۔ خوش رنگ۔ دلفریب۔ جاذب نظر

معلومات

اور منقش تتلیاں فضا میں اُڑ رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پھولوں کے پر نکل آئے ہیں۔ پھول پر بیٹھی ہوئی تتلی بجائے خود ایک حسین پھول نظر آتی ہے۔ اور یہی تتلی جب پر باندھ لیتی ہے تو خشک پتی نظر آتی ہے۔ اور کیڑے مکوڑے کھانے والی چڑیوں کے لئے سرتا سر فریب بن جاتی ہے۔ ماحول کے ساتھ گہری مماثلت و مشابہت کے سبب یہ دشمنوں سے محفوظ رہتی ہے۔ بہروپئے کی طرح رنگ بدلنے والے گرگٹ کو دیکھو۔ یہ ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اور اس طرح دشمنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ شیر کا رنگ اپنے ماحول کے ساتھ پوری پوری مشابہت رکھتا ہے۔ قطبی علاقہ میں سفید قطبی ریچھ بجائے خود برف کا ایک تودہ نظر آتا ہے۔ شہد کی مکھیوں میں نر زرد مادہ کا مشابہ کرو۔ مادہ مکھی اپنے ڈنک اور بد ذائقہ کے سبب لقمہ تر نہیں بنتی اور محفوظ رہتی ہے۔ نر مکھی مادہ مکھی سے مشابہت تامہ کے سبب چڑیوں سے محفوظ رہتی ہے۔ گھاس پر بیٹھے ہوئے سبز ٹڈے خود برگ سبز نظر آتے ہیں۔ خلاقِ کائنات نے اپنی مخلوقات کو پیدا کر کے یونہی غیر محفوظ نہیں، چھوڑ دیا بلکہ بعض کو ڈنک سے مسلح کیا ہے۔ بعض کو پنجہ آزما دیا ہے اور بعض کے رنگ و روپ کو کلی طور پر ماحول کے مشابہ بنایا ہے۔

ع حکیمے سخن بر زباں آفریں۔

کی یہ حیرت انگیز حکیمانہ تدبیر ہے اس حکیمانہ تدبیر کو (MIMESIS) کہتے ہیں۔ انسان اشرف المخلوق ہے۔ اسے اپنی مدافعت کے لئے صرف عقل و شعور کے ہتھیار ہی نہیں دیئے گئے بلکہ حفاظت و صیانت کے لئے اس پر فرداً فرداً دس ملائکہ متعین فرمائے گئے ہیں۔

حدیث گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

یا رسول اللہ۔ اَخبِرنِی عَنِ العَبدِ کم معہ من مَلَک ۔ فقالَ ۔ مَلَکٌ عَلیٰ یَمِینِکَ عَلیٰ حَسَنَاتِکَ وَھُوَ اَمِیرٌ عَلَی الَّذِی عَلَی الشِّمَالِ۔

فَاِذَا عَمِلتَ حَسَنَةً کُتِبَت عَشرًا۔ وَاِذَا عَمِلتَ سَیِّئَةً قَالَ الَّذِی عَلَی الشِّمَالِ لِلَّذِی عَلَی الیَمِینِ۔ اَکتُبھَا ۔ قَالَ ۔ لَا ۔ لَعَلَّہٗ یَستَغفِرُ اللہَ وَیَتُوبُ ۔ وَاِستَاءَ ذَنبَہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ فَاِذَا قَالَ ثَلَاثًا ۔ قَالَ ۔ اَکتُبھَا ۔ وَمَلَکَانِ مِن بَینِ یَدَیکَ وَمِن خَلفِکَ (لَہٗ مُعَقِّبَاتٌ مِن بَینِ یَدَیہِ وَمِن خَلفِہٖ) وَمَلَکٌ قَابِضٌ عَلیٰ نَاصِیَتِکَ ۔

فَاِذَا تَوَاضَعتَ لِلّٰہِ رَفَعَکَ وَاِذَا تَجَبَّرتَ عَلَی اللہِ قَصَمَکَ ۔ وَمَلَکَانِ عَلیٰ شَفَتَیکَ لَیسَ یَحفَظَانِ عَلَیکَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ۔ وَمَلَکٌ قَائِمٌ عَلیٰ فِیکَ ۔ لَا یَدَعُ اَن تَدخُلَ الحَیَّةُ فِی فِیکَ ۔

وَمَلَکَانِ عَلیٰ عَینَیکَ ۔ فَھٰؤُلَاءِ عَشرَۃُ اَملَاکٍ عَلیٰ کُلِّ آدَمِیٍّ ۔

(عن عثمان بن عفان رض)

(تفسیر ابن کثیر)

حدیث گرامی کے ادبی محاسن پر غور کرو۔ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ”اقارب اور عقارب“ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا دونوں لفظ ہم ماخذ، ہم مخرج اور ہم جنس ہیں۔ حدیثِ گرامی صنعتِ تجنیس کی حامل ہے۔ یہ صنائع بھی حسن کلام اور زیور کلام ہیں۔ ان سے عروس کلام کی آرائش دو چند ہو جاتی ہے۔

حدیث اپنے اندر معنیٰ کی بڑی وسعت لئے ہوئے ہے۔ ہر شخص اپنے مزاج۔ مذاق اور فہم کے مطابق اس کے معنی کا ادراک کر سکتا ہے۔ الفاظِ قلیل کے باوجود معنیٰ کثیر پر دلالت کرتی ہے۔ گویا حدیث گرامی (مَا قَلَّ وَدَلَّ) کی تفسیر ہے۔ اس اعتبار سے اس میں ”ایجاز قصر“ ہے۔ جو محاسنِ کلام میں سے ہے۔ اور جس کا تعلق علم معانی سے ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام الفاظِ قلیل کے باوجود معنیٰ کثیر پر دلالت کرے اور اس کا کوئی جزء محذوف بھی نہ ہو۔

حدیثِ گرامی ”تشبیہ“ سے بھی مزین ہے۔ اقارب مشبہ اور عقارب مشبہ بہ ہے۔ اور نیش زنی وجہ شبہ ہے، رشتہ داروں اور بچھوؤں میں نیش زنی کے اعتبار سے کیا کامل تطابق ہے۔ یہ اور بات ہے کہ رشتہ داروں کی نیش

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

سیرت النبی ؐ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر ۲

مدینہ طیبہ میں

تحریر: علی اصغر چشتی صابری ایم اے، ایل ایل بی، فاضل عربی، ناظم وفاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ و السلام علے من لا نبی بعدہٗ :۔ اما بعد :۔

فتح مکہ کے بعد اسلام کے مخالفین کو یہ یقین ہو گیا ۔ کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم واقعی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور انہیں تائید ربانی حاصل ہے ۔ ورنہ ایسی بے سرو سامانی کی حالت میں اتنا بڑا مقام اور مرتبہ حاصل کرنا کوئی معمولی کام نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے " ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علے الدین کلّہٗ " کا جو ارشاد فرمایا ہے اور جسے یہ لوگ بالکل ناممکن سمجھتے تھے ۔ اب ان کی آنکھوں نے ایسا نظارہ دیکھ لیا ۔

جس سے ان کے دل تمام شکوک و شبہات سے پاک صاف ہو گئے ۔ اور اس کا اثر یہ ہوا ۔ کہ یہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے ۔ اس سے پہلے تو ان کے لئے مشرف باسلام ہونے میں کئی رکاوٹیں تھیں ۔ لیکن اب ان کے لئے راستہ بالکل صاف تھا ۔ اور یہ بالکل بے دھڑک اسلام قبول کر سکتے تھے ۔

دوسری طرف مشرکین عرب کی شان و شوکت قریب قریب بالکل ختم ہو گئی تھی ۔ ان میں سے اکثریت نے اسلام میں داخل ہو کر عزت حاصل کر لی اور باقی خاموشی سے زندگی گذارنے لگے ۔

ان حالات میں ہوازن اور ثقیف کے سرداروں نے مل کر یہ مشورہ کر لیا ۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب قریش کی جانب سے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں ۔ کیونکہ انہوں نے آپؐ کے سامنے اپنی ہار مان لی ہے ۔ اب ظاہری بات ہے ۔ کہ اب آپؐ ہماری طرف توجہ فرمائیں گے ۔ اس صورت حال میں بہتر یہ ہے ۔ کہ ہم مسلمانوں پر سبقت لے جائیں ۔ اگر ہم نے انہیں شکست دے دی ۔ تو اہل مکہ کے وہ باغات اور جاگیریں جو طائف میں ہیں ۔ خود بخود ہمارے قبضہ میں آ جائیں گی ۔ اور ہمیں مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام لینا بھی آسان ہو جائے گا ۔

جنگ حنین شوال ۸ھ

ہوازن اور ثقیف نے اپنے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بنی نضیر اور بنی ہلال کے قبیلوں کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا ۔ اور اس طرح ان سب نے مل کر چار ہزار کا لشکر وادیٔ حنین میں اتار دیا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حال معلوم ہوا ۔ تو آپؐ نے ان کے مقابلہ کے لئے اسلامی لشکر تیار کر لیا ۔ جس میں شامل افراد کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی ۔

۱۰ شوال کو یہ لشکر آپؐ کے جلو میں حنین پہنچا ۔ ابھی جنگ کی باقاعدہ ابتدا نہیں ہوئی تھی ۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں فوج کی فراوانی اس درجہ اثر کر گئی ۔ کہ بعض مسلمانوں کی زبان سے انشاء اللہ کہے بغیر یہ الفاظ نکلنے لگے ۔ کہ آج ہمیں کوئی بھی شکست نہیں دے سکتا ۔ لہٰذا اس لئے حزم و احتیاط کے مراحل سے یہ بالکل بے پرواہ ہو گئے ۔

دشمن کے تیر انداز جو ایک تنگ درہ میں گھات لگائے

ہوئے بیٹھے تھے۔ جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ ان کی زد میں بے خبر جا پہنچا۔ تو انہوں نے موقعہ پاکر ایسی تیر اندازی شروع کی۔ کہ مسلمانوں کو راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ صرف ایک سو صحابہ رضؓ ایسے تھے۔ جو میدان کارزار میں ثابت قدم ہو کر رہ گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے لشکر کو بھاگتے اور حملہ آوروں کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو اس سخت ترین مرحلہ میں اعلیٰ ترین استقامت کا نمونہ دکھایا۔ اپنی سواری چھوڑ کر زمانے لگے۔

انا النبیّ لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

میں بے شک نبی ہوں۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضرت عباسؓ نے صحابہ کرامؓ کو بلانا شروع کیا۔ جب وہ سب کے سب جمع ہو گئے۔ تو از سر نو ترتیب دے کر انہیں آگے بڑھایا۔ مسلمان اپنی حالت پر متاسف ہو کر پلٹ پڑے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو کر داد شجاعت دینے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ شکست فتح ونصرت سے تبدیل ہو گئی اور اللہ جلّ شانہٗ کے فضل وکرم نے ہزیمت کو "نصر عزیز" سے بدل دیا۔

مشرکین اپنے ساتھ جو کچھ مال ودولت اور دیگر اسباب لے آئے تھے۔ سب سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور اس طرح ان کی طاقت مکمل طور پر ختم ہو گئی۔

بہت سے مشرکین جو ابھی تک اپنے خیال میں مادی قوت ہی کو مدار صداقت تسلیم کرتے تھے۔ اب خداوند قدوس کے فضل وکرم کو دیکھ کر برضا ورغبت حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

قرآن مجید میں رب العالمین نے غزوہ حنین کے متعلق یوں فرمایا :-

لقد نصرکم الله فی مواطن کثیرة ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل الله سکینته علی رسوله وعلی المؤمنین وانزل جنودًا لم تروها وعذب الذین کفروا وذلك جزآء الکافرین ثم یتوب الله من بعد ذلك علی من یشآء والله غفور رحیم ﴿۲۷﴾

بے شک اللہ تعالیٰ بہت میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے۔ اور حنین کے دن (بھی) جب تم اپنی (افرادی قوت) کثرت پر اترا گئے تھے۔ تو دیکھو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی پوری وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی۔ بالآخر تم میدان کارزار کو پیٹھ دکھا کر بھاگنے لگے۔ پھر خداوند قدوس نے اپنے رسولؐ پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے دلی سکون وقرار نازل فرمایا۔ اور ایسی فوجوں سے تمہاری مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آئی تھیں اور ان لوگوں کو عذاب دیا (شکست فاش کی) جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی تھی۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی جزا یہی ہے۔ اس کے بعد اللہ جس پر چاہے گا۔ اپنی رحمت سے لوٹ آئے گا۔ اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا رحمت والا ہے۔

غزوۂ تبوک

۹ھ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ قیصر روم ہرقل مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر کی تیاری میں مصروف ہے۔ جس میں اس کے باقاعدہ فوج کے علاوہ رضاکارانہ جنگجو بھی شامل ہو رہے ہیں۔ اس وقت کے حالات مسلمانوں کے لئے بڑے عجیب وغریب تھے۔ سرزمین حجاز قحط سالی کا شکار تھی۔ نہریں اور تالاب خشک تھے۔ گرمی اپنی انتہا پر تھی۔ ہر ایک تنگی اور عسرت کے ساتھ زندگی کے دن گزار رہا تھا۔۔۔ موسم بہار کی وجہ سے باغوں میں کھجوریں پک رہی تھیں عرب حسب معمول اپنے باغات میں خیمہ زن کرنے والے تھے کہ دفعتاً یہ اطلاع آئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری سامان کے لئے عام چندہ کا اعلان فرمایا۔ عثمان غنیؓ نے نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔ عبدالرحمان بن عوف رضؓ نے چالیس ہزار درہم لاکر رکھ دیئے۔ عمر فاروق رضؓ نے جملہ اثاث البیت کا نصف جو کئی ہزار درہم پر مشتمل تھا پیش کیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے

سیرت النبیؐ

گھر میں جو کچھ پایا۔ سب لاکر آپؐ کے قدموں میں رکھدیا۔ مختصر یہ کہ ہر ایک صحابی نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار ۳۰۰۰۰ کی جمعیت کے ساتھ تبوک کی جانب روانہ ہوئے۔ مدینہ المنورہ میں سباع بن عرفطہ کو خلیفہ بنایا۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کی ضروریات کے لئے مامور فرمایا۔

صحابۂ کرام صبر و استقلال کے پہاڑ بن کر تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے۔

راستے میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام کے ساتھ مل گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ منافقین نے آپ کے متعلق کئی قسم کے خیالات کا اظہار شروع کیا تھا۔ کوئی کہتا۔ نکما سمجھ کر چھوڑ دیا۔ کوئی کہتا ترس کھاکر چھوڑ دیا۔ ان باتوں سے شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو غیرت آئی۔ دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ تیز گرمی کی وجہ سے پاؤں میں تکلیف ہورہی تھی۔ ورم بھی ہوگئی تھی۔ اور چھالے بھی ہوگئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی" کیا تم اس پر خوش نہیں ہوتے۔ کہ تم میرے لئے ویسے ہو۔ جیساکہ موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں"

یہ سن کر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے چہرہ پر مسرت نمایاں ہوگئی۔ اور مدینہ واپس تشریف لے گئے۔

تبوک پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قیام فرمایا اس کا اثر منافقین پر یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے ارادہ کو ملتوی کر دیا اور حملہ آوری کا بہترین موقعہ آپؐ کی وفات کے بعد کا زمانہ قرار دیا۔ تبوک ہی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کے بعد نہایت ہی جامع اور مختصر وعظ فرمایا تھا۔ جس کے ہر ہر لفظ اور ہر ہر جملے میں ہدایت کے راز مضمر ہیں۔ انصاف کے خلاف ہوگا۔ اگر اسے اپنے مضمون میں شامل نہ کروں۔ حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا۔

فان اصدق الحدیث کتاب اللہ یعنی ہر ایک کلام سے صدق

و اوثق العریٰ کلمة التقویٰ میں بڑھ کر اللہ کی کتاب ہے۔ سب
وخیر الملل ملة ابراھیم سے بڑھ کر بھروسے کی بات تقویٰ
وخیر السنن سنة محمد کا کلمہ ہے۔ سب ملتوں سے
واشرف الحدیث ذکر اللہ بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی
و احسن القصص ھذا القرآن ہے۔ سب طریقوں سے بہتر طریقہ
وخیر الامور عوازمھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وشر الامور محدثاتھا کا ہے۔ سب باتوں پر اللہ تعالیٰ
واحسن الھدیٰ ھدی کے ذکر کو شرف ہے۔ سب بیانات
الانبیاء واشرف الموت سے پاکیزہ ترین بیان قرآن ہے۔ سب
قتل الشھداء واعمی العمی سے بہترین کام وہ ہے۔ جو ارادۃً
الضلالة بعد الھدیٰ کے ساتھ ہو۔ امور میں بدترین
خیر الاعمال ما نفع وخیر امر وہ ہے۔ جو نیا نکالا گیا ہو۔ انبیاء
الھدیٰ ما اتبع، وشر العمی کی روش سب روشوں سے خوب تر
عمی القلب والید العلیا ہے۔ بہترین موت شہداء کی موت
خیر من الید السفلیٰ ہے۔ سب سے بدترین اندھاپن وہ
وما قل وکفی خیر مما کثر والھیٰ گمراہی ہے۔ جو ہدایت کے بعد ہو
وشر المعذرة جائے۔ اچھا عمل وہ ہے۔ جو مفید ہو۔
حین یحضر الموت بہترین روش وہ ہے۔ جو قابل عمل
وشر الندامة یوم القیامة ہو۔ بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن
ومن الناس لا یاتی الجمعة ہے۔ اونچا ہاتھ نیچے سے بہتر ہے۔
الا دبرا ومن لا یذکر اللہ (دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے
الا ھجرا، ومن اعظم بہتر ہے) تھوڑا اور کافی مال اس
الخطایا اللسان الکذوب زیادہ مال سے اچھا ہے۔ جو غفلت کا
وخیر الغنی غنی النفس باعث ہے۔ بدترین معذرت (توبہ)
وخیر الزاد التقویٰ" وہ ہے۔ جو حالت نزع میں کی جائے۔
بدترین شرمندگی وہ ہے۔ جو قیامت
کے دن ہوگی۔ بعض لوگ (نماز)
جمعہ کیلئے آتے ہیں۔ لیکن دل کے
پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ
وہ ہیں۔ جو کبھی کبھار خدا کو یاد کرتے ہیں۔
سب گناہوں سے عظیم تر جھوٹی زبان

ہے۔ سب سے بڑی تونگری دل کی تونگری ہے (تونگری بدل است نہ بمال) اور سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے۔

آپؐ نے مزید فرمایا۔

وراس الحکمة مخافة الله وخیر ما وقر فی القلوب الیقین و الارتیاب من الکفر والنیاحة من عمل الجاهلیة والغلول من حرّ جهنم والکنزکیٌّ من النّار والشعر من ابلیس والخمر جماع الاثم وشر المأکل مأکل مال الیتیم و سعید من وعظ بغیره والشقی من شقی فی بطن امّه وملاک العمل خواتمه، وشر الرؤیا رؤیا الکذب وکل ما هو آت قریب وسباب المؤمن فسوق وقتالهٗ کفرا، واکل لحمه من معصیة الله وحرمة ماله کحرمة دمه ومن یعف یعف عنهٗ ومن تکظم الغیظ یاجره الله ومن یصبر علی الرزیة یعوضه الله ومن یتبع السمعة یسمعه الله ومن یصبر یضعف الله لهٗ ومن یعصی الله یعذبه الله، ثمّ استغفر ثلاثا"

دانائی کا سرچشمہ یہ ہے کہ خوف خداوندی سے دل معمور ہو۔ دل نشین ہونے کے لئے بہترین چیز یقین ہے۔ شک پیدا کرنا کفر (کی شاخ) ہے۔ بین نے رونا جاہلیت کا کام ہے۔ چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے۔ بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے۔ شعر ابلیس کا حصہ ہے۔ شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ بدترین روزی یتیم کا مال کھانا ہے۔ خوش قسمت اور نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اصل بدبخت وہ ہے۔ جو ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہو۔ عمل کا سرمایہ اُس کا بہترین انجام ہے۔ بدترین خواب ہے جو جھوٹا ہو۔ جو آنے والی ہے وہ بہت قریب ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا یعنی اُس کی غیبت کرنا اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے۔ مومن کا مال دوسرے پر ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اس کا خون۔ جو خدا تعالیٰ سے استغنا کرتا ہے۔ خدا اُسے جھٹلاتا ہے۔ جو کسی کا عیب چھپاتا ہے۔ خدا اُس کے عیب چھپاتا ہے۔ جو معاف دیتا ہے۔ اُسے معافی دی جاتی ہے۔ جو غصہ کو پی جاتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اسے اجر دیتا ہے۔ جو نقصان پر صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اجر دیتا ہے۔ جو چغلخوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔ جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے۔ جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اُسے عذاب دیتا ہے۔ آخر میں آپؐ نے تین مرتبہ استغفار پڑھ لیا۔ اور اپنے خطبہ مبارک کو ختم فرما دیا۔

قیام تبوک کے دوران ذوالبجادین کا انتقال ہوا۔ ان کا نام عبداللہ تھا۔ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے۔ اسلام کے متعلق سنا تو فوراً مائل ہو گئے۔ لیکن چچا سے اس قدر ڈر تھا کہ اظہار اسلام نہ کر سکے۔ فتح مکہ کے بعد چچا کو تمام مال و دولت حوالہ کر کے بے سرو سامانی کی حالت میں مسجد نبویؐ پہنچ گئے۔ اور مشرف با سلام ہو گئے۔ اصحاب صفہ کے ساتھ رہنے لگے۔ جب تبوک کی تیاری ہونے لگی۔ تو انہیں بھی جام شہادت پینے کا شوق ہوا۔ اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ کسی درخت کا چھلکا اتار لاؤ۔ پھر آپؐ نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ "الٰہی میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں" عبداللہ عرض کرنے لگے۔ میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ غزا کی نیت سے نکلنے کے بعد اگر تم بخار کی وجہ سے بھی مر جاؤ۔ تب بھی شہید ہی ہو گے۔ چنانچہ تبوک پہنچ کر انہیں بخار ہوا۔ اور اس دار فانی کو خیر باد کہہ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی قبر پر اینٹیں رکھیں۔ اور دعا میں فرمایا۔ "الٰہی آج کی رات تک میں اس سے راضی رہا ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا" ابن مسعودؓ فرماتے ہیں "کاش اس قبر میں دفنایا جاتا"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے خیریت و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جن منافقین کا خیال تھا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب مدینہ واپس نہ آسکیں گے۔ انہیں بڑی پشیمانی ہوئی۔ جھوٹ موٹ کے عذر پیش کرنے لگے۔ آپؐ نے سب کو معافی دے دی۔

ان تمام واقعات کو مدنظر رکھ کر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ کہ آپؐ کامل ترین انسان تھے۔ انسانیت کے

جتنے بھی تقاضے ہو سکتے ہیں۔ آپ نے سب کو بحسن وخوبی پورا کر دیا۔ آپ کی تعلیم میں آفاقیت اور عمومیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ انسانیت کی جس چوٹی نے اب تک کسی انسان کا چہرہ تک نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے اس کو زیر داماں کر دیا۔ اور اپنے بعد قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے ایسی شاہراہ چھوڑ گئے۔ جس پر چل کر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا انسان کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید نے اس مضمون کو اس انداز سے واضح فرمایا۔۔۔۔

"وما ارسلناك الا كافةً للناس بشيراً ونذيراً"

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشارت پہنچانے والا، ڈر سنانے والا بنا کر دنیا میں رسول بنایا ہے۔

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (جاری ہے)

بقیہ :- الاثار ب کا افشا ...ے

زبانی بچھو کی نیش زنی کے مقابلے میں زیادہ پُر درد ہوتی ہے۔ اور اس زخم کا اندمال بھی ممکن نہیں ہوتا۔

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

الغرض یہ حدیثِ گرامی بیک وقت تین علوم کے محاسن اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہے۔ علم بیان۔ بدیع اور معانی۔ حدیثِ گرامی کے الفاظ شہادت دے رہے ہیں کہ یہ ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان گوہر افشاں سے نکلے ہیں۔ اس کی ترکیب کی دل آویزی اور بندش کی چستی بجائے خود دلائل نبوت کا نور ہے اور پیغمبر کا یقین ہے۔ احادیث نبوی معنوی قدر وقیمت کے علاوہ اعلیٰ ادبی قدر وقیمت کی بھی حامل ہیں۔ اور دنیا کے ادبی ذخیرے کے علاوہ نوادر اور شہ پارے ہیں جن کی نظیر انسانی لٹریچر میں نہیں مل سکتی۔

اس امت کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض اور نسبت کا ایک ذرہ ہے۔

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

بقیہ :- قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت

(اعجاز احمدی صفحہ ۱) حضرت مسیح علیہ السلام بعمر ۳۰ سال مبعوث ہوئے۔ (عسل مصفیٰ صفحہ ۵۰۰) اور بعثت مرزا صاحب بعمر ۴۰ سال (تریاق القلوب صفحہ ۶۷) حضرت مسیح علیہ السلام کی بیوی نہ تھی لیکن مرزا صاحب کی بیوی نصرت جہاں بیگم صاحبہ چند برس ہوئے ربوہ ضلع جھنگ میں فوت ہوئیں۔ بقول مرزا صاحب حضرت مسیح ۴ عمل ترب (مسمیریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ (ازالہ اوہام ط ۳ صفحہ ۱۲۷) لیکن مرزا صاحب اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت جانتے تھے۔ (ازالہ صفحہ ۱۲۷) مرزا صاحب نے مثیل اور اصیل میں جو مشابہت تامہ ضروری قرار دی ہے۔ اس کے تحت نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب قطعاً قطعاً مثیل مسیح نہ تھے۔ مشابہت تامہ تو کجا معمولی سا لگاؤ بھی نہ رکھتے تھے۔

(ص) مرزا صاحب "چشمہ مسیحی" صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔ ان کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے اُن کے نام رکھے" اس تحریر میں مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بد اخلاق اور بد زبان ظاہر کیا ہے۔ اور اپنے متعلق یوں لکھا ہے کہ "خدا وند وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۴۴)

مرزا صاحب کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ اخلاق کی رُو سے بھی آپ مثیل مسیح نہیں ہو سکتے۔ سمجھ نہیں آتی کہ ان تمام باتوں کے باوجود مرزا صاحب کیوں مصر رہے کہ میں مسیح سے اشد مشابہت اور بکلی مطابقت بتمام موافقت رکھتا ہوں۔

چنیوٹ کانفرنس

رپورٹ: منظور احمد الحسینی

چنیوٹ کانفرنس

ایک مستقل اپنی تاریخ رکھتی ہے

الحمد للہ تیسویں آل پاکستان سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس زیر اہتمام مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان چنیوٹ میں حسب سابق انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں شمع نبوت کے پروانوں نے جمع ہوکر آخری نبی، اور آخری رسول آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا جبکہ ملک بھر کے علماء خطباء، دانشور، حضرات نے اہم، موثر، فکر و بصیرت افروز، روح پرور اور انقلابی خطبات دے کر اپنا نام حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھوایا۔

چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس ایک مستقل اپنی تاریخ رکھتی ہے۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد باغیان ختم نبوت نے خوب پر پرزے نکالے اور انہوں نے چنیوٹ شہر کے بالکل قریب، عین پہاڑیوں کے دامن میں دریائے چناب کے کنارے اپنی مخصوص آبادی پر مبنی ایک بستی کی بنیاد ڈالی۔ ساتھ ہی ساتھ سالانہ جلسہ (نام نہاد ظلی حج) جو پہلے قادیان میں منعقد ہوتا تھا وہ یہاں شروع کر دیا، بڑے کٹھن حالات تھے۔ ہر طرف قادیانی "انا و لا غیری" کا ڈنکا بجا رہے تھے اس وقت ہمارے اکابر نے (آج سے ۳۰ سال پہلے) قادیانیوں کے گھناؤنے ارادوں اور ناپاک منصوبوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ربوہ سالانہ جلسہ کے بالمقابل انہی تاریخوں میں تمام مسلمانوں فرقوں کے اتحاد سے چنیوٹ شہر میں سالانہ کانفرنسوں کا آغاز کیا آج کی مجلس میں ہم ۳۰ ویں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی روداد پیش کر رہے ہیں۔ یہ کانفرنس ۹، ۱۰، ۱۱، ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۶، ۲۷، ۲۸، دسمبر ۱۹۸۲ء (اتوار، سوموار، منگل) ایک پارک چنیوٹ میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے کل ۹ اجلاس ہوئے پہلا اجلاس مرزا منظور العزیز بیگ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور مولانا محمد شریف ماہی، جناب صوفی حفیظ جالندھری کی روح پرور نعتوں سے ہوا تلاوت و نعت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری مدظلہٗ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

مولانا کی تقریر کافی طویل تھی ہم اس میں سے کچھ حصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں آپ نے کہا، آج تیسویں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا پہلا اجلاس شروع ہے آج سے تیس برس قبل ہمارے بزرگوں نے قادیانیوں کے تعاقب میں تمام مسلمانوں کے فرقوں کے اتحاد سے چنیوٹ میں کانفرنس کا انعقاد کیا تقسیم سے قبل قادیان کے قریب موضع بٹالہ میں تردید قادیانیت کے لئے اجتماع ہوتے تھے۔ تقسیم کے بعد ایسے ہی اجتماعات کا فیصلہ چنیوٹ کے لئے کیا گیا کیونکہ اہل اسلام ربوہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ کانفرنسیں ہر قسم کے ناسامعد حالات میں ہر سال ہوتی رہیں اور اکابر علماء اس میں خطاب فرماتے رہے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری کے علاوہ تمام مسلمان فرقوں کے رہنما شرکت فرماتے رہے، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا ابوالحسنات، خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا مظہر علی اظہر، علامہ کفایت حسین، حضرت مولانا محمد اسماعیل، جناب مظفر علی شمسی، سردار عبدالقیوم سابق صدر آزاد کشمیر، بریگیڈیر گلزار، ان کے

چنیوٹ کانفرنس

علاوہ ملک بھر سے دانشور، علماء وکلاء تشریف لاتے رہے۔

بڑے کٹھن حالات میں بھی یہ اجلاس ملتوی نہیں ہوئے ایک زمانے میں تمام مشتہر حضرات (جن کا اشتہارات میں اعلان کیا جا چکا تھا) پر گورنمنٹ نے داخلہ چنیوٹ پر پابندی لگا دی اُس اشتہار میں مولانا اظہر کا نام نہ تھا وہ پابندی سے محفوظ رہے مولانا موصوف خفیہ طور پر چنیوٹ تشریف لائے کسی طرح سے کارکن حضرات کو اطلاع دی اور انہوں نے بعض دوسرے علماء کے ساتھ مل کر تینوں دن کانفرنس کے اجلاس سے خطاب کیا اور کانفرنس کو کامیابی سے بحمدہ تعالیٰ ہمکنار کیا۔ غرضیکہ کیسے بھی حالات رہے مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی سے یہ کانفرنسیں ہر سال منعقد ہوتی رہیں۔

ابتدائی سالوں میں ظفر اللہ کے وزیر خارجہ اور دیگر قادیانیوں کے اعلیٰ عہدوں پر ہونے کے باعث مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے مشکلات پیدا ہوتی رہیں، بشیر الدین محمود کے زمانے میں قادیانیوں کا کافی زور تھا لیکن عدم تشدد پر مبنی تبلیغ ختم نبوت نے اپنا مقام پیدا کیا اور قادیانی طلسم ٹوٹتا رہا آج الحمد للہ حالات ختم نبوت کے لئے سازگار ہیں ۱۹۸۲ء میں قادیانیوں نے چنیوٹ میں جی ٹی روڈ پر ختم نبوت کے بینرز لگائے جانے پر اعتراض کیا اور انتظامیہ نے مجبور کیا کہ یہ بورڈ اتارے جائیں الحمد للہ آج ایسے بورڈ ربوہ کے قلب میں لگے ہوئے ہیں اور ختم نبوت کا قافلہ رواں دواں ہے ۱۹۸۳ء میں قادیانیوں نے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی کار کے ساتھ تصادم کر کے انہیں چنیوٹ کے اندر نقصان پہنچانے کی کوشش کی آج الحمد للہ ہمارے پرامن ساتھی ربوہ کے اندر تبلیغ دین کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ فللہ الحمد۔

آج ہم اس پنڈال میں تیسویں ختم نبوت کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنے اُن عزائم کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم کارکنان ختم نبوت جب تک ہمارے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے اس کانفرنس اور اس کے اغراض و مقاصد کے لئے کام کرتے رہیں گے ہم آخر میں اللہ تعالیٰ سے اخلاص و استقامت کی دعا کرتے ہیں۔

آپ کے بعد ڈاکٹر عبد اللہ خان اختر جتوئی جو مرزائیوں کے سابق مایہ ناز مبلغ تھے کافی عرصہ قبل مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب اور امت مرزائیہ کے کذب، کفر اور ارتداد پر ناقابل تردید دلائل دیئے اور مرزائیوں کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا۔

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں ایک قرار داد پیش کی جو متفقہ طور پر حاضرین و شرکاء جلسہ نے منظور کی وہ قرار داد یہ ہے۔

"علی پور ضلع مظفر گڑھ کا اے سی چودھری ظفر عزیز لاہوری پارٹی کا مرزائی ہے چودھری فتح محمد عزیز کا بیٹا ہے جو ضلع گجرات کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (لاہوری پارٹی) کے صدر ہیں چودھری ظفر عزیز کی ہمشیرہ کا نکاح مرزا مسعود بیگ صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور (لاہوری پارٹی، لاہور) نے پڑھایا تھا اور چودھری فتح محمد عزیز جو اے سی مذکور کے والد ہیں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں لاہوری جماعت کی طرف سے بطور وکیل پیش ہوتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد' کے مصداق اس اے سی مذکور نے میرے (ڈاکٹر عبد اللہ جتوئی) خلاف وارنٹ جاری کئے، مجھے گرفتار کیا اور میں آج کل ضمانت پر ہوں۔ اس پر کانفرنس میں شریک عام حاضرین نے مطالبہ کیا کہ اے، سی علی پور (ضلع مظفر گڑھ) کو فوری طور پر معطل کیا جائے اور مبلغ اسلام ڈاکٹر عبد اللہ خان جتوئی کے خلاف دائر شدہ کیس واپس لیا جائے"۔

دوسرا اجلاس نماز ظہر کے بعد زیر صدارت مولانا جہور زماں صاحب منعقد ہوا جس سے مجلس کے مرکزی مبلغ اور مناظر مولانا قاضی اللہ یار، مولانا ضیاء الدین آزاد اور اجلاس کے صدر مولانا جہور زماں نے خطاب فرمایا۔ چنیوٹ کی مشہور دو دینی درسگاہوں مدرسہ فتح العلوم اور مدرسہ فیض العلوم کے طلبۂ کرام نے قرآن مجید کی تلاوت کی جب کہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ کی عظیم شخصیت مولانا محمد یعقوب نے انجام دیئے۔

کاروانِ ختم نبوۃ

مولانا عبدالرحمٰن میانوی کی وفات تحفظ ختم نبوت کے

کارکنوں کیلئے عظیم نقصان ہے

بہاول پور

بہاولپور۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں الحاج سیف الرحمٰن، الحاج محمد ذکر اللہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ حاجی عمر دین۔ چودھری محمد امین نے ایک مشترکہ بیان میں تحریک ختم نبوت کے جانباز سپاہی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق کار حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا میانویؒ کی وفات شیدائیان ختم نبوت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا میانویؒ نے اپنی ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ انکی وفات سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے کارکن ایک جانباز سپاہی اور نامور عالم ربانی اور خطیب سے محروم ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ مولائے کریم موصوف کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیں۔ اور درجات بلند فرمائیں۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

سکھر

آج مورخہ ۶ جنوری ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بعد نماز ظہر، مدرسہ تعلیم القرآن باجیات علی شاہ سکھر میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت میں مولانا حافظ عبدالمجید صاحب فاضل دیوبند نے فرمائی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب قاری ظفر الحق صاحب نے مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی رحمۃ اللہ اور مولانا مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا۔ اور گزشتہ ربع صدی میں مرحومین کی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا اس کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ..... ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی بظاہر ناکامی کے بعد برصغیر میں آزادی کے متوالوں نے اپنی جدوجہد کو ایک نیا موڑ دیا۔ اور ملک کے طول و عرض میں امت مسلمہ اور مذہب اسلام کے تحفظ کے لئے مدارس کا جال بچھایا۔ جن کے ذریعے امتِ مسلمہ کے دلوں میں ولولۂ آزادی کو تازہ رکھا جس کے نتیجے میں ایک عظیم قافلۂ آزادی تیار ہوا۔ تحفظ اسلام اور حصولِ آزادی کے سلسلے میں علماء دیوبند کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم نانوتوی اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن جیسے عظیم رہنما اس قافلۂ آزادی کے قائد تھے گزشتہ پوری صدی میں اس قافلۂ آزادی نے اپنے اپنے محاذ پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ محتاج بیان نہیں تحریر و تقریر کا محاذ ہو یا خنجر و شمشیر کا، قید و بند کی تاریک کوٹھڑی ہو یا خار زارِ سیاست علماء دیوبند کے نقشِ قدم ہر جگہ جگمگا رہے ہیں۔ اور رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے۔

کاروانِ ختم نبوت

"ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما"

ہمارے مرحوم مولانا مفتی عبد الواحد صاحب نے اسلام کے عظیم مجاہد مولانا حسین احمد مدنی کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے محاذ پر اور مبلغ اسلام مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی نے خطیب اسلام امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں احرار اسلام کے محاذ پر اپنی جراُت کی توانائیاں اور خطابت کی رعنائیاں صرف کر دیں آج وہ ہم میں نہیں رہے لیکن ان کے کارہائے نمایاں روز روشن کی طرح ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہیں اور ہم عزم کرتے ہیں کہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کی سربلندی اور پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے بھرپور جدو جہد کرتے رہیں گے۔ مولانا عبدالرحمٰن خطیب اللہ والی مسجد نے بھی اجلاس سے خطاب کیا اور ایسے ہی عزم کا اعادہ کیا۔ آخر میں صدر اجلاس مولانا عبد المجید صاحب نے مرحومین کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت فرمائی۔

غلام محمد "ناظم دفتر ختم نبوت سکھر"

ٹنڈو آدم

ٹنڈو آدم سے آمدہ اطلاع کے مطابق جامع مسجد ٹنڈو آدم میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا حمادی نے مطالبہ کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا پھانسی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانی روزنامہ الفضل ربوہ کے ڈیکلریشن کو منسوخ کیا جائے۔ اجتماع نے متعدد قرار داد منظور کی گئی۔ ایک قرار داد میں الفضل کے ایڈیٹر کی گرفتاری پر مسرت کا اظہار کیا گیا۔

پشاور

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے غدار پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے صوبہ سرحد و قبائلی علاقہ کے اجتماعات میں اعلان

پشاور (بذریعہ ڈاک) مرزائیوں کے اخبار الفضل کی حالیہ مسلم دل آزاری کے خلاف صوبہ سرحد و ملحقہ قبائلی علاقہ کے غیور مسلمانوں نے سخت احتجاج کرتے ہوئے اجتماعات منعقد کئے جس میں علماء کرام، خطباء، عظام، اور قبائلی زعماء نے اپنی تقریروں میں اعلان کیا کہ ہم مسلمان حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور اپنا سب کچھ شافع روز جزا علیہ التحیہ پر نچھاور کر دیں گے ان اجتماعات میں حکومت اور خصوصاً صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے پر زور الفاظ میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی اشتعال انگیزیوں اور مسلم دل آزاری کے خلاف فوری اقدامات کر کے گستاخی رسول کے مرتکب مرزائیوں اور ان کے سرغنہ مرزا طاہر کو سنگین اور عبرتناک سزا دے کر ملک بھر میں مرزائی پریس اور لٹریچر پر فوری پابندی عائد کر کے مرزائی رسائل کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے ان اجلاسوں کی قرار دادوں میں مطالبہ کیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پاکستان کے دستور کے غداروں کو بر سر عام تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ ان زعمائے ملت نے اپنے علاقوں کے اجتماعات میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اکابرین سے اپیل کی کہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت" کی از سر نو تشکیل کر کے پاکستان کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے تعاون سے مرزائیوں کی اسلام دشمن، وطن دشمن، اور رسول دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیں۔ اس سلسلہ میں صوبہ سرحد کے مسلمان مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کیلئے مجلس کی آواز پر صف اول میں ہوں گے ان اجتماعات میں حکومت کو خبردار کیا گیا کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار ختم نبوت کے غدار ہیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے غدار پاکستان کے کبھی بھی وفادار نہیں ہو سکتے مرزائی ملک و ملت کی سالمیت و بقا کے لئے خطرے کا باعث ہیں ان مرزائیوں کا فوری محاسبہ کرنا اور ان کو گرفت میں لینا حکومت کا دینی اور ملی فریضہ ہے۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

بسلسلۂ

حیاتِ عیسیٰؑ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں ساتویں صدی کے اکابرینِ امت کا عقیدہ

تحریر: مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

حافظ ابن ابی جمرہ کا عقیدہ

امام حافظ عارف و محدث ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ الاندلسی رح (۶۹۹ھ) اپنی کتاب "بہجۃ النفوس" میں حدیث معراج کے بیان میں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات و مراتب پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے آسمان میں ہونے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں:—

و اما عیسیٰ علیہ السلام فانما کان فی السماء الثانیۃ لانہ اقرب الانبیاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا انمحت شریعۃ عیسیٰ علیہ السلام الا بشریعۃ محمد علیہ السلام ولانہ ینزل فی آخر الزمان لامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشریعتہ و یحکم بہا ولھذا قال علیہ السلام "انا اولی الناس بعیسیٰ" فکان فی السماء الثانیۃ لاجل ھذا المعنیٰ۔

اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر اس لیے ہیں کہ وہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہوگئی۔ اور اس لیے وہ اخیر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپؐ کی شریعت پر نازل ہوں گے۔ اور آپؐ ہی کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب لوگوں سے عیسیٰ علیہ السلام سے قریب تر ہوں۔ اسی لیے وہ دوسرے آسمان میں ہیں۔

بہجۃ النفوس
ص - ۱۹۵
ج — ۳

حدیث "سوال القبر و فتنۃ" کے تحت دجال کی عدم الوہیت کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم بعد ذالک ینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتلہ بحربتہ حتی یری دمہ فی الحربۃ فلو کان الٰھا لدفع النقص والھلاک عن نفسہ۔

پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ پس دجال کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے یہاں تک کہ دجال کا خون آپ کے نیزے کو لگا ہوا نظر آئے گا۔ پس اگر وہ معبود ہوتا تو نقص و ہلاکت کو اپنی ذات سے دفع کرتا۔

بہجۃ النفوس۔
ص ۲۳
۱۰۴

حدیث "النہی عن اتباع الفرق الضالۃ والمحافظۃ علی الدین" کے تحت لکھتے ہیں:۔

و قولہ علیہ السلام فی نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام "و امامکم منکم" ای انہ یکون علی طریق ھدی متبع للکتاب والسنۃ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ تمہارے امام ہوں گے تم میں شامل ہو کر، یعنی وہ میرے طریقہ پر ہوں گے اور کتاب و سنت کی پیروی کریں گے۔

ص — ۲۶۵
ج — ۴

(مطبعۃ الصدق الخیریۃ بجوار الازہر بمصر ۱۳۵۳)

امام ابن النجارؒ کا عقیدہ

الامام الحافظ محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود المعروف بابن النجار البغدادی الشافعی (۶۴۳ھ) کے حوالے سے علامہ سمہودی "وفاء الوفاء" میں لکھتے ہیں:۔

وقال ابن النجار قال اهل السیر! و فی البیت موضع قبر فی السهوة الشرقیه قال سعید بن المسیب فیه یدفن عیسیٰ بن مریم ۔	امام ابن نجار فرماتے ہیں کہ اہل سیر نے کہا ہے کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ مشرقی حصے میں موجود ہے۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔

(ص ۵۵۸۔ ج ۱، ۲)

امام ابن الاثیر الجزری کا عقیدہ

عزالدین ابو الحسن علامہ علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف بابن الاثیر الجزری (۵۵۵ھ۔ ۶۳۰ھ) "تاریخ الکامل" میں "ذکر رفع المسیح الی السماء" الخ کے عنوان کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں:۔

واختلف العلماء فی موته قبل رفعه الی السماء فقیل رفع ولم یمت ۔ وقیل توفاه الله ثلاث ساعات ثم احیا ورفعه ۔	اور آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے ان کی موت میں اختلاف ہے۔ پس ایک قول یہ ہے کہ بغیر موت کے اٹھائے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین گھڑی ان کو وفات دی۔ پھر زندہ کر کے اٹھا لیا۔

ص ۱۱۰، ۱۱۱
ج ۱۰

نرخنامہ اشتہارات

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

مکمل آخر سرورق کا صفحہ	۸۰۰/- روپے	نصف	۴۰۰ روپے
مکمل آخر ورق سے پہلا صفحہ	۶۰۰/- روپے	نصف	۳۰۰ روپے
مکمل اندرون عام صفحہ	۵۰۰ روپے	نصف	۲۵۰ روپے

فی سنگل کالم انچ ۔۔۔۔ ۲۵ روپیہ ۔۔۔۔

مقالہ

روجیہ گارودی مسلمان ہوگئے

روجیہ گارودی کا شمار فرانس کی مشہور و معروف با اثر علمی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی فلسطینیوں اور لبنانیوں پر ہونے والی اسرائیلی جارحیت و بربریت کو مجرمانہ اور انسانیت سوز عمل قرار دیا تھا اور فرانس کے تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ مل کر اسرائیلی ڈھنگ و سفاکی اور عربوں کے حقوق کی پامالی پر مظاہرے کئے اور ان کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ فلسطین تحریک کو کچلنے اور لبنان کو اسرائیل کے ساتھ صلح پر مجبور کرنے والی امریکی اور اسرائیلی گٹھ جوڑ اور خفیہ سازش کو بھی ناکام بنانے میں انہوں نے نمایاں رول ادا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے اپنی تازہ تصنیف "وعود الاسلام" میں مخصوص سیاسی حالات میں ہوتے ہوئے بھی بڑی ذہانت اور سلیقہ مندی کے ساتھ عرب تہذیب کی مدافعت اور حمایت کی ہے، جسے مصنفین اور محققین کے حلقوں میں بے مثال قبولیت و وقعت حاصل ہوئی اور تین مہینے کے اندر اندر تین لاکھ نسخے ہاتھوں ہاتھ لئے گئے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو فرانسیسی اخبارات نے جن پر تمامتر یہودی کنٹرول اور اس کی چھاپ ہے، اتہامات و الزامات کا ایک طوفان کھڑا کر دیا اور ان کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

گارودی کی عمر اس وقت تک تقریباً ستر سال ہے ان کو مسلمانوں کے مذاہب، ان کے عقائد سے واقفیت حاصل کرنے کا طویل موقع میسر آیا۔ اس طویل مدت میں ذاتی طور پر اسلام کا اچھا خاصہ مطالعہ کیا اور پچھلے ماہ مشرف با سلام ہوگئے۔

وہ خود قبول اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب بعض اخبارات میں میرے اسلام قبول کرنے کی خبر شائع ہوئی تو مجھے بڑا تعجب ہوا کیونکہ میری خواہش تھی کہ یہ کام سنجیدہ طور پہ اور پرسکون ماحول میں انجام پائے اور کسی قسم کی تشہیر نہ ہو، اس لئے کہ میں اسے ایک خالص شخصی اور ذاتی مسئلہ سمجھتا ہوں لیکن اس کے باوجود تمام صیہونیت زدہ فرانسیسی اخبارات و رسائل میں بڑا شور و شرابہ ہوا۔

بہرحال میں نے بہت سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے چالیس سال سے زائد عرصہ تک مذہب اسلام اور عربی تمدن کے گہرے مطالعہ سے جب مکمل اطمینان ہوگیا تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔

اسلامی موضوعات پر میری بیس سے زائد تصنیفات ہیں وہ سب کی سب اس طویل مطالعہ کا نتیجہ اور نچوڑ ہیں۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی "وعود الاسلام" ہے جو تین ماہ قبل منظر عام پر آچکی ہے جس نے پورے فرانس میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے مجھے بارہا قتل کی دھمکیاں بھی دی گئی ہیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ موجود ترقی یافتہ دنیا کو جو بے شمار مسائل و مشکلات درپیش ہیں ان کا حل صرف اسلام اور اس کے مخلص جاں نثاروں کے پاس ہے اور مذہب اسلام ہی زندگی گذارنے کے ایسے اصول و ضوابط پیش کرتا ہے جس کو فطرت انسانی سے پورا ربط اور مناسبت ہے۔ ہر شخص اس سے گہرا انس و ہم آہنگی محسوس کرتا ہے۔ اس مذہب میں قدامت کے باوجود جدید ایجادات اور نئے نئے نظریات خیالات کے عہد میں بھی تمام مسائل اور انسانی سماج و سوسائٹی کی فلاح و بہبود کی ضمانت ہے۔

(محمد یعقوب ندوی)
(بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

بقیہ : کاروانِ ختم نبوت

علماء پشاور کی طرف مرزائی رسائل کے

ڈیکلریشن کی منسوخی کا مطالبہ

مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کی اپیل پر صوبہ سرحد میں الفضل کی گستاخی رسول پر زبردست احتجاج ہوا اس سلسلہ میں پشاور کے علماء کرام اور خطباء، مولانا محمد جان ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر فدا محمد صاحب، مولانا محمد امیر صاحب بجلی گھر، مولانا مظفر شاہ صاحب، مولانا محمد امین صاحب، مولانا فضل احمد صاحب، مولانا خیر البشر صاحب، مولانا محمد دین صاحب۔ مولانا محمد حنیف صاحب، مولانا عبد اللہ صاحب۔ مولانا محمد جمیل صاحب۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا شیر ربانی صاحب، مولانا قاری فیاض الرحمٰن صاحب، مولانا قاری محمد یٰسین صاحب، مولانا قاری عبدالرزاق صاحب، مولانا قاری محمد اسلم صاحب، اور مولانا نورالحق نور صاحب نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ الفضل اور دیگر مرزائی رسائل کا ڈیکلریشن فوراً منسوخ کیا جائے گستاخی رسول کے اس سنگین جرم کی پاداش میں مرزا طاہر اور ان کے ساتھیوں کو اس قسم کی عبرتناک اور سخت سزا دی جائے جس سے پاکستان اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر یہ واضح ہو جائے کہ گستاخانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پاکستان کی زمین پر کوئی جگہ نہیں بلکہ ایسے مجرموں کے لئے بر سرِ عام تختہ دار ہے۔

تازہ ڈبل روٹی۔ اسپیشل پاپے۔ ٹوس۔ کیک۔ باقرخانی اور عمدہ بسکٹ ہمارے ہاں سے ہر وقت دستیاب ہیں۔ نیز سالگرہ کیک و شادی بیاہ کے موقع پر ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں

نیو المراد بیکری کنڑی

پروپرائٹر

فیروز خان قائم خانی کنڑی پاک سندھ

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ سے ۔۔۔

نازسے ساقی نے جب مجھ کو اشارہ کر دیا
تب غلام احمد کو میں نے یہ حوالہ کر دیا

تیری ہر ایک پیشین گوئی جھوٹی ثابت ہوگئی
تُو نے اپنے ماننے والوں کو رسوا کر دیا

تجھ کو اپنے جال میں پھنسایا شیطان نے
تو نے نا سمجھی میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا

تُو ہمیشہ اہل حق کو گالیاں دیتا رہا
اپنا تو نے اپنے ہاتھوں سے کباڑا کر دیا

تُو نے اہل بیت کی توہین اور تحقیر کی
اور ان کی ذات پر حملے پہ حملہ کر دیا

حضرت عیسیٰ پہ تو نے باندھ دیں صد تہمتیں!
اصل اپنا تو نے اس سے آشکارا کر دیا

اُس نے یہ پڑھ کر کہا چشتی تیری ہر بات نے
میرے دعوے کو اٹھا کر پارہ پارہ کر دیا!

علی اصغر چشتی صابری

مندرجہ ذیل اشعار غلام احمد قادیانی دعوی نبوت